❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

دنیا میں رہنے کے لئے رُوح و صحت افزاء مقام

"اپنی اَو قات"

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت اِن الفاظ میں محفوظ کی ہے۔ فرماتا ہے۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝

(لقمان:19-20)

کہ اے بیٹے! (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی چال میں میانہ رَوی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھ۔ یقیناً سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔

شوخی و کبر دیو لعین کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو خاکسار ہے

معزز سامعین! آج مجھے روحانی معنوں میں دنیا میں رہنے کے لئے صحت و رُوح افزاء مقام یعنی اپنی اَوقات پر روشنی ڈالی ہے۔ میرے ایک خیر خواہ دوست برادرم کاشف احمد صاحب روزانہ ہی مجھے ایک پوسٹ بھجواتے ہیں جن میں بے انتہا نصیحت آموز اسباق پِنہاں ہوتے ہیں۔ حال ہی میں موصوف نے ایک پوسٹ جو بھجوائی اُس کو اگر مَیں Summarize کروں تو اُس کو یہ عنوان دیا جاسکتا ہے کہ دُنیا میں رہنے کے لئے رُوح و صحت افزاء مقام، **اپنی اَو قات** ہے۔

سامعین! ہر انسان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنی رہائش کے لئے کسی صحت افزاء جگہ پر اپنا مکان بنائے یا کرایہ پر لے کر رہائش اختیار کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دورانِ ملازمت اگر کسی کا تبادلہ بڑے اور مشہور شہر میں ہو جائے تو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اور بہترین نشوو نُما کے لئے وہ اُسی شہر کو اپنی آماجگاہ بنالیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دَور میں صحابہ کرامؓ میں سے اکثریت یہ چاہتی تھی کہ وہ اپنا قیام مسجدِ نبوی کے قریب کرلیں جہاں بچوں کی نشوو نما اور دیکھ بھال کے لئے بہترین اور خوشگوار ماحول میسر آئے۔ آج کے دَور میں جماعت احمدیہ میں قادیان یا ربوہ کے خوشگوار ماحول میں لوگ اپنے بچوں کو پالنا پسند کرتے ہیں یا مساجد کے قریب مکان کی تلاش میں رہتے ہیں کہ بچے مسجد کے قریب رہ کر نمازیں پڑھیں گے اور ایک نیک اور پاکیزہ ماحول میسر آئے گا۔ مجھے چونکہ بطور مربّی بڑے شہروں اور بڑی جماعتوں میں خدمات بجالانے کی توفیق ملتی رہی ہے تو تعمیرات کرنے والے (رئیل اسٹیٹ والے) احباب و دوستوں سے واسطہ بھی پڑ تا رہا ہے۔ وُہ اپنے دوستوں کو 10 مرلے یا اِس سے بڑا پلاٹ خرید کر مکان تعمیر کرنے کی تجویز دیتے یا ترغیب دلاتے ہیں۔ اُن کا نکتۂ نظر یہ ہوتا تھا کہ 3، 5 یا 7 مرلہ کی پلاٹس پر بالعموم کم درجہ کے لوگ مکانات تعمیر کرتے ہیں۔ جن کے بچوں کے ساتھ ہمارے بچے مِکسڈ اَپ ہو کر وہی حرکات و سکنات کے عادی ہو جائیں گے جن کے اِس طبقہ کے لوگوں کے بچے ہوتے ہیں۔ پھر مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ بعض صاحبِ استطاعت لوگوں نے روحانی اور مادی طور پر صحت افزاء مقامات پر بھی ایک ایک گھر بنار کھا ہوتا ہے۔ جیسے روحانی لحاظ سے ربوہ یا قادیان میں جہاں بچوں کی رخصتوں میں وہ کچھ عرصہ قیام کرکے خوشگوار ماحول میں قیام کرتے ہیں یا مادّی لحاظ سے مری یا پہاڑی علاقوں میں۔ جہاں مادی صحت کے لئے کچھ عرصہ وہ قیام کرتے ہیں۔

سامعین! اِسی طرح انسان کی رہائش کے لئے ایک صحت افزاء مقام اُس کی اپنی اَوقات میں رہ کر اپنی زندگی بسر کرنا ہے۔ اَوقات، وقت کی جمع ہے لیکن محاورۃً یہ لفظ حیثیت، بساط، اپنی مالی حالت اور اپنے Status سے باہر نکل کر خود نمائی کرنے اور شیخی مارنے کے ہیں۔ اِسی لئے محاورۃً یہ کہا جاتا ہے کہ اپنی اَوقات میں رہنا یا اَوقات کھونا یا آپ کی اَوقات ہی کیا ہے؟

پیارے بھائیو! یہ مضمون اتنا وسیع ہے کہ اس پر ایک تقریر کیا، مضامین کے مضامین بلکہ کتب لکھی جاسکتی ہیں۔ ”اَوقات“ میں ایسے بہت سے اخلاقِ سیئہ Involve ہو جاتے ہیں جن کا تعلق تکبّر، انا، غرور، خود شناسی، خود نمائی، خود آرائی، خود پرست، خود سری، خود غرضی، خودی، نمود و نمائش، شیخی مارنا، تعلّی ظاہر کرنا، فخر و مباح اور اپنی ذاتوں پر ناز کرنا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بعض لوگ اپنی حرکات و سکنات اور اپنے ہی افعال سے اپنی ”اَوقات“ کھو دیتے ہیں اور بعضوں کو ہم اُن کی ناجائز تعریف کرکے، اُن کے گُن گا کر انہیں آپے سے باہر کرتے ہیں۔ اسلام نے تہمبند کے لڑ چھوڑ کر، اَکڑ کر چلنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ ایک ایسی بیماری جسے اُمُّ الخبائث کہا جاسکتا ہے۔ خاکسار نے تقریر کے آغاز پر سورۃ لقمان کی جن دو آیات کی تلاوت کی ہے وہ دراصل حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو چند نصائح میں سے ایک نصیحت ہے۔ جس کو یوں کھول کر بیان کیا کہ **اوّل** نخوت سے انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا۔ **دوم**۔ زمین پر یونہی اَکڑتے ہوئے نہ پھر (یعنی اپنی اَوقات میں رہ) **سوم**۔ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور **چہارم** اپنی آواز کو دھیما رکھ کیونکہ سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔ اِن دو آیات میں حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو یہ بھی متنبّہ کر دیا کہ اللہ کسی تکبّر کرنے والے اور فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ لقمان: 19-20) گویا کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو جو نصائح فرمائیں۔ اُن میں اپنی ”اَوقات“ میں رہنے اور تکبّر سے بچنے کی نصائح کو مختلف زاویوں سے سمجھانے کے لئے پھرا پھرا کر مختلف انداز میں بیان فرمایا اور تمام دیگر نصائح میں سے اِس نصیحت کو ذرا طوالت سے سمجھایا جس سے اِس کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے۔

سامعین! اِسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفرقان آیت 64 میں وہاں بیان فرمایا جہاں عبادُ الرحمن کی صفات کا ذکر کیا اور اِس بیماری سے اُٹھنے والے نقصانات کی اہمیت کے پیش نظر عبادُ الرحمن کی بیان شدہ 13 صفات میں سے سب سے پہلی صفت یہ بیان فرمائی کہ **اوّل** وہ زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور **دوم** جب جاہل اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ جواباً لڑنے جھگڑنے کے بجائے سلامتی کی دُعا دیتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے عبادالرحمن کو اُن کی اَوقات بتلائی ہے کہ اکڑ کر نہیں چلنا اور ہمیشہ مدّ مقابل کو سلامتی کی دُعا دینی ہے۔

اِس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو وافر تعداد مال دے رکھا ہے اور وہ کنجوسی سے کام لے کر اُس کا اظہار نہ کرے۔ اظہار میں تکبّر اور دکھاوا نہیں ہونا چاہئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرا برابر بھی تکبّر ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! انسان پسند کرتا ہے کہ اُس کا لباس اچھا ہو اور اُس کا جوتا اچھا ہو۔ آپؐ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ جمیل یعنی خوبصورت ہے وہ جمال یعنی خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبّر اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے حق کا انکار کرنا ہے اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 683 حدیث 864)

پھر آپؐ نے فرمایا۔

انسان جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُتنا ہی اُسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔

(مسلم کتاب البرّ والصلۃ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

”ہر فیصلہ اُن کا اعتدال پر ہوتا ہے۔ بلاوجہ کی سختی اور غصّہ اِن کی طبیعت میں نہیں ہوتا جو کہ بعض اوقات تکبّر تک لے جاتا ہے اور بلاوجہ کا ٹھہراؤ بھی اُن کی طبیعت میں نہیں ہوتا کہ اُن سے بے غیرتی اور مداہنت کا اظہار ہوتا ہے۔“

سامعین! آج کل ہم میں اکثر و بیشتر لوگ موبائل یا فیس بک پر اپنے Status بھی لگاتے ہیں۔ اُن کو دیکھ کر جہاں بہت اچھے، پیارے، خوبصورت اور سبق آموز نصیحتیں ملتی ہیں وہاں بعض کو دیکھ کر تکبّر اور انانیت کی بُو آرہی ہوتی ہے جن میں فائیو اسٹار ہوٹلز پر وَن سوانےؔ کھانوں کا اظہار، اپنے قیمتی کپڑوں کی نمود و نمائش بھی شامل ہے جبکہ انسان اِسی دنیا میں آتا بھی کپڑوں کے بغیر اور دنیا سے رخصت بھی کپڑوں کے بغیر ہو رہا ہوتا ہے۔ ہمارا اسٹیٹس تو قرآن کریم کی تشہیر ہے۔ ہمارا اسٹیٹس تو پیارے

اقوالِ رسولؐ، اقوالِ زرّیں اور ارشادات مسیح موعودؑ و خلفاء کرام پر عمل پیرا ہونا ہے نہ کہ دکھاوا، ناز و گھمنڈ اور خود سری کا اظہار کرنا۔ جیسے آج بوقتِ تحریر تقریرِ ہذا کسی دوست کے اسٹیٹس پر حضرت مصلح موعودؓ کا یہ ارشاد درج تھا کہ

"خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد۔ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا۔"

(الفضل 2 مارچ 1946ء)

اور ایک کے اسٹیٹس پر لکھا تھا کہ گھڑی کی ٹِک ٹِک کو معمولی نہ سمجھو۔ یہ زندگی کے درخت پر کلہاڑی کے وار ہیں۔ پھر آج کی تقریر کے عنوان کی مناسبت سے ایک دوست کے اسٹیٹس پر یہ درج تھا کہ انسانیت کا رشتہ بہت بڑا خزانہ ہے۔ اِسے لباس، مذہب یا قومیت میں نہیں "انسان" میں تلاش کرنا چاہیے۔ ایک اور دوست کے اسٹیٹس پر لکھا تھا "میں نے اپنی اوقات کو بڑے قریب سے دیکھا تو پتہ چلا کہ چند سانسیں ہیں اور وہ بھی رب العزت کی محتاج ہیں۔"

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

سامعین! ویسے تو تمام محاورے ہی سبق آموز ہوتے ہیں لیکن بعض محاورے تو اپنے اندر ایسا سبق لئے ہوتے ہیں جنہیں زندگی کا نچوڑ کہا جاسکتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ "خُودی اور خُدائی میں بیر ہے" یعنی خدا غرور کو پسند نہیں کرتا اور ایک محاورہ یہ ہے اپنے اندر کی آواز کو سُنا کرو یعنی انسان اگر اپنا لمحہ بہ لمحہ محاسبہ کرتا رہے اور اپنے اندر کی آواز کو وہ سُنے کیونکہ کوئی اور تو اُس کے اندر کی آواز کو سُن نہیں سکے گا تو کسی کی طرف سے اُس کو دی گئی پُھوک اُس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ وہ آپے سے باہر نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کے اندر کی آواز اُسے اپنی حیثیت، مقدور اور بساط میں رکھتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً کہا گیا کہ "تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں" اِس میں لفظ "اُس" کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی عاجزی، فروتنی اور انکساری کو دیکھ کر کسی نے آپؑ سے کہا کہ آپؑ کا لوگ ادب نہیں کرتے اور ہر کوئی آپ سے بات کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ:

"میرا یہ مسلک نہیں مَیں ایسا تُند خُو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مُجھ سے ایسے ڈریں، جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں اور بُت بننے سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ مَیں تو بُت پرستی کے ردّ کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ مَیں خود بُت بنوں اور لوگ میری پُوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مَیں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبّر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبّر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 41-42)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ

"بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبّر اور ناز کرتے ہیں۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات کچھ بھی چیز نہیں ہے... مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے قرب سے زیادہ دُور پھینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اِس سے تکبّر پیدا ہوتا ہے"

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

"عاجزی اور انکساری کی عادت بھی پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کو انکسار اور عاجزی بہت پسند ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہیں تلاش کرنی ہیں تو پھر عاجزانہ راہوں کی تلاش کرنی ہوگی...

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اِسی سے دخل ہو دارالوصال میں

پس اصل مقام انسان کو اپنی بڑائی بیان کرنے یا فخر سے گردن اکڑانے یا دوسروں پر اپنی برتری ثابت کرنے سے نہیں ملتا بلکہ خدا تعالیٰ کے قرب کا مقام عاجزی اختیار کرنے سے ملتا ہے۔"

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء)

سامعین! انسان اپنے کُنجِ عافیت یعنی مکان کی تعمیر سے قبل آرکیٹیکٹس سے مکان کے نقشے بنواتا ہے۔ اس دنیا میں سب سے بڑا آرکیٹیکٹ تو خود اللہ تعالیٰ ہے جس نے سال بھر میں مختلف ایام یا وقت مقرر کر رکھے ہیں جن میں ایک مومن اپنی زندگی میں سدھار عام دنوں سے زیادہ پیدا کر سکتا ہے۔ ان اوقات میں سے ایک وقت رمضان المبارک کے ایام ہیں جن کا آغاز چند دنوں تک ہوا ہی چاہتا ہے۔ ان مبارک ایام میں ایک مومن "اپنی اوقات" کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات، ارشادات اور آرزوؤں کے مطابق اسلامی رنگ سے خوبصورت اور حسین بنا سکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ رمضان ہمیں "اپنی اوقات" میں رہنا سکھاتا ہے۔ تمام اخلاق حسنہ اپنانے کی تلقین کرتا اور اخلاقِ سیئہ سے مجتنب رہنا سکھلاتا ہے۔ اگر ہر مومن رمضان میں اپنا محاسبہ کرے اور رمضان کو اپنی زندگی کے اعلیٰ مقام تک پہنچنے کے لئے زیرو پوائنٹ سمجھ کر سفر کا آغاز کرے اور راستے میں آنے والی تمام روکوں کو عبور کرتا چلا جائے تو یوں روحانی زندگی میں آہستہ آہستہ تمام بُری عادتوں کو انسان ترک کر دے گا جیسے نخوت، تکبر، جھوٹ، بدظنی، غیبت اور بدگوئی وغیرہ تو انسان رمضان سے ایک نومولود بچے کی طرح پاک وصاف ہو کر نکلے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے رمضان کو اسلامی کیلنڈر کا نواں مہینہ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس میں ایک انسان کی روحانی پیدائش ہوتی ہے۔ اپنے روحانی گھر میں رہائش کے لئے ایک نئے کمرے کی تعمیر ہو چکی ہو گی۔ صحت افزاء مقام کے لئے ایک نیا باغیچہ تعمیر ہو چکا ہو گا جسے "اپنی اوقات" کا نام دیا جا سکے گا اور انسان کا اپنا اسٹیٹس بھی متعین ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اوقات کو اسلامی تعلیمات کے ڈیکوریشن پیس سے آراستہ کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

پس اپنی روحانی صحت کی بقا اور افزائش کے لئے اپنی انانیت اور اپنی اَوقات کے دائرہ سے باہر آنا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و احادیث کی تعلیمات پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

میں اپنے پیاروں کی نسبت
ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی

وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر
شیروں کی طرح غراتے ہوں

ادنیٰ سا قصور اگر دیکھیں
تو منہ میں کف بھر لاتے ہوں

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود۔ جرمنی)